© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

ندوۃ المصنفین

آج ہندوستان کے مسلمان ملک کے اندرونی اور بیرونی، سیاسی اور غیر سیاسی اثرات کے ماتحت جس عظیم الشان دورِ انقلاب سے گذر رہے ہیں اُس نے ہر صاحب فہم و بصیرت کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اگر اسی وقت مسلمانوں نے اپنی انفرادیت کو اور قومی حیثیت کو برقرار نہیں رکھا تو سیل انقلاب کی فلک بوس موجیں اُن کے وجود کو خس و خاشاک کی طرح بہا لیجائینگی اور اُن کے کارناموں کا نقش لوحِ جہاں سے حرف مکرر کی مانند مٹ جائیگا۔

مسلمانوں کی قومیت اُن کے مذہب سے وابستہ ہے۔ جس قدر مذہبی بندشیں اضمحلال پذیر ہوتی جائینگی اُن کی قومیت میں بھی کمزوری پیدا ہوتی رہیگی۔ مسلمان بحیثیت ایک قوم کے یا قرآنی اصطلاح کے مطابق بحیثیت "امۃ واحدہ" کے اُسی وقت تک اقوامِ عالم کے سامنے روشناس ہو سکتے ہیں جب تک کہ اُن کے دلوں میں ایمان و عقیدت کا جوش اور ان کے اعمال و افعال میں خلوص و للّٰہیت کی گرمی موجود ہے۔ یہی مذہبی احترام و جوش اُن کی قومیت کی اصل روحِ رُواں ہے۔ اس کو نکال لیجیے تو دنیا کی تمام مسلم حکومتیں مل کر بھی ایک جسد بے روح اور ایک صورتِ بے معنی سے زیادہ نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج دنیا میں معاشی و اقتصادی مشکلات کے باعث نئی نئی تحریکیں بروئے کار آرہی ہیں مغربی علوم وفنون کی بے پناہ اشاعت نے نوجوانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات کے خطرناک جراثیم پیدا کر دیے ہیں اور فرنگی تہذیب وتمدن کی مئے دوآتشہ نے آنکھوں میں خیرگی اور دماغوں میں مغربی وخدا ناترسی کا جو خمار پیدا کر دیا ہے، غور کیجیے تو ان سب کی زد بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کی اُس پختگی ایمان ویقین پر پڑ رہی ہے جس کے بغیر اُن کی قومیت کا قصر ریت کے ٹیلہ سے زیادہ وقیع اور پائیدار نہیں ہو سکتا۔

پھر اس سے بھی زیادہ حسرت انگیز یہ امر ہے کہ ایک طرف شب تاریک ہے، سمندر میں صد بلا در کنار طوفانی موجیں اُٹھ رہی ہیں، نشان راہ سراسر مفقود ہے، گرداب بلا انتہائی قہر سامانی کے ساتھ دعوتِ خوف وہراس دے رہا ہے، آسمان پر تیرہ وتار گھٹاؤں کا ہجوم ہے اور بادِ مخالف کے تیز وتند جھونکوں نے ساحل مقصود کو بہت دور کر دیا ہے۔ صرف برقِ جہاں سوز ہی جو کبھی کبھی پردۂ سحاب سے منہ نکال کر رہپارانِ بحر کی بیکسی پر ایک قہقہہ لگا جاتی ہے لیکن دوسری طرف کشتی کا عاقبت ناشناس ناخدا ہے جو نہ سفر کی مشکلات کا اندازہ رکھتا ہے نہ راستہ کے خطرات سے آگاہ ہے، اور نہ اُس نے آئندہ پیش آنے والی دشواریوں کا کوئی صحیح جائزہ لیا ہے۔ اُس نے اپنا مستول اور بادبان بھی نہیں بدلا۔ اور اس نے موجِ حوادث کا مقابلہ کرنے کے لیے کشتی کے پرانے تختوں کو بھی مضبوط بنانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اس کے باوجود غایت بے فکری کے ساتھ راہِ ناشناس انسانوں کے ایک عظیم قافلہ کو اپنی کشتی پر بیٹھنے اور بحرِ ناپیدا کنار کو عبور کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ پھر جادہ پیمایانِ بحر کے اسی کاروانِ گم کردہ راہ میں بعض روشن خیال لوگ ہیں جو ناخدا کے اس تغافل کو دیکھ کر ملاحی کے فرائض خود انجام دینے چلے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ انہیں سفر کی مشکلات کا ایک بڑی حد تک اندازہ ہے۔ اُنہوں نے راستہ کے خطرات کا تھوڑا بہت جائزہ بھی لیا ہے۔ اور انہیں اس کی بھی فکر ہے کہ کشتی کے پرانے ادبا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مستول کو تبدیل کر کے نئے باد بان اور مستول فراہم کرنے چاہییں لیکن مشکل یہ ہے کہ انہیں بحیرۂ روم کے سفر کا تجربہ ہو تو ہو، بحیرۂ عرب کے بحران و تلاطم سے یہ بیگانۂ محض ہیں۔ انہیں اس کا کوئی علم ہی نہیں کہ پانی کہاں کتنا گہرا ہے اور متلاطم موجوں کے اُبھرنے اور بلند ہونے کا وقت کیا ہے اور اُس کے لیے کن تدابیر کو عمل میں لانا چاہیے۔ انہوں نے کشتی کے ساز و سامان کو درست کرنے کے لیے شاطر مغرب کی جس دکان سے سودا کرنا چاہا ہے وہ طوفان حوادث کی بلا انگیزیوں میں زیادتی کا موجب تو ہو سکتا ہے، اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ان کے برعکس چند انتہا پسند اور پُرجوش لوگ ہیں جنہوں نے کشتی کے پُرانے تختوں کو بدل کر ان کی جگہ نئے تختوں کا انتظام کیا ہے اور اُس میں اس قدر جدت طرازیوں سے کام لیا ہے کہ سفینہ کی وضع و قطع اور ہیئت و صورت بالکل ہی نئی اور نرالی ہو گئی ہے، اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ دین کی وہی قدیم کشتی ہے جس نے سینکڑوں طوفانہائے حوادث کا کامیاب مقابلہ کیا اور کروڑوں گم کردگانِ راہ کو نجات کے ساحل مقصود تک پہنچا کر شاد کام و فائز المرام بنایا۔

اس ہنگامۂ اُمید و بیم میں غریب مسافروں کا عجب حال ہے کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے ناخدا کے اس قیامت خیز تغافل کو دیکھ کر اس کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ ہی فسخ کر دیا اور اپنے لیے کارخانۂ فرنگ کے بنے ہوئے نئے جہازوں کا انتخاب کر لیا ہے۔ کچھ ہیں جو خدا کا نام لے کر اس کشتی پر سوار تو ہو گئے ہیں لیکن اُن کے دل کشاکش یاس و اُمید کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ چند اصحاب ایسے ہیں جنہوں نے اپنے سررشتۂ اُمید کو دوسرے ناتجربہ کار ملاحوں کے ہاتھوں میں دیدیا ہے لیکن آگے پہنچ کر وہ بھی گردابِ بلا میں چکر لگا رہے ہیں، اور اپنی اس عجلت پسندی پر انتہائی نادم و شرمسار ہیں، کچھ ہیں جو غرق ہو گئے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ امواجِ حوادث کے تھپیڑوں میں گھر جانے کے باعث ساحلِ مقصود تک پہنچنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی امید ختم کر چکے ہیں۔

ایک طرف پرانی کشتی کا حال یہ ہے اور دوسری جانب "دایانِ فرنگ" نے بڑے طمطراق کے ساتھ ایک عجیب غریب جہاز تیار کیا ہے جس کا کپتان نہایت چست و چالاک اور بدرجہ غایت خبردار و ہوشیار ہے، اس کے پاس آلات بھی نئے نئے ہیں جن کے ذریعہ پانی کی گہرائی معلوم کی جاسکتی ہے جہاز کی مقدار حرکت اور اس کی مسافت کی پیمائش بھی ہوسکتی ہے۔ سمندر کتنا ہی عمیق ہو اور رات کتنی ہی تیرہ و تار، جگہ جگہ لائٹ ہاؤس بنے ہوئے ہیں، وائرلیس لگے ہوئے ہیں، ستارہ شناسی اور سمت معلوم کرنے کے آلات موجود ہیں، جہاز پر پالش بھی بہت دلفریب اور دیدہ زیب ہے اور وزن کے اعتبار سے بھی وہ اس قدر بھاری بھرکم ہے کہ سمندر کی پُرشور موجیں اس سے ٹکرا ٹکرا کے فنا ہو جاتی ہیں۔ پس ان حالات میں کیا پرانی کشتی کے ناخداؤں اور پاسبانوں کا فرض نہیں ہے کہ وہ اٹھیں اور ہر ممکن کوشش کے ذریعہ اس متاع قدیم و گرانمایہ کے تحفظ و بقا کا انتظام کریں

"الکنایۃ ابلغ من التصریح" ہمیں جو کچھ کہنا تھا اسے مختصراً استعارہ و تشبیہ کی زبان میں ادا کر دیا گیا ہے آپ کی چشم فراست و فطانت اگر ان کنایات کے باریک نقاب میں واضح حقائق کے روشن چہرہ کو دیکھ سکتی ہے تو دیکھیے اور سوچیے کہ ہم کس جہاز کے مسافر ہیں، کس راہ پر چل رہے ہیں۔ کن کن دشواریوں سے مقابلہ کرنے کا خطرہ ہے، اور بنام خدا جو ہماری ملاحی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، وہ کس حد تک اس بحر پرآشوب میں کامیاب ثابت ہو سکتے ہیں۔

ان حالات کا صحیح احساس ہی ندوۃ المصنفین دہلی کو جس کا خصوصی مجلہ شہریہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، عالم وجود میں لانے کا باعث ہے۔ اس ادارہ کے اغراض و مقاصد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے پیش نظر اس وقت چار اہم کام ہیں :-

(۱) قرآن مجید کی انگریزی اور اردو تفسیر ایسے انداز میں لکھنی کہ قرآن کا صحیح مفہوم اور اُس کی تعلیمات حقّہ اُن لوگوں کے ذہن نشین ہوسکیں جو واقعی طور پر راہِ حق کے متلاشی ہیں لیکن مغربی علوم وفنون کی سحرکاریاں اُنھیں اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیتیں۔

(۲) فقہ اسلامی کی ترتیب وتدوین اس طرح کرنی کہ تمدن جدید نے جو انسانی زندگی کے بعض مخفی گوشوں کو بے حجاب کرکے نئے نئے مسائل پیدا کردیے ہیں اُن کے لیے قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت وقیاس کی روشنی میں اسلامی نقطۂ نظر کی صاف وصریح وضاحت وتشریح ہوجائے۔

اسی دفعہ کے ماتحت تحریکات جدیدہ اور اسلام پر کتابیں شائع کرنا بھی ادارہ کے اہم مقاصد میں سے ہے

(۳) غیرمسلم اہل قلم اسلامی تاریخ اور اُس کی روایات کے متعلق جو بے سرو پا اور مکروہ پروپاگنڈہ کرتے رہتے ہیں اُن کی موثر اور سنجیدہ تردید کرنی۔

(۴) مسلمان بچوں اور بچیوں کے لیے ایسا مکمل نصاب تعلیم تیار کرنا جو اسلامی تعلیمات کے مطابق اُن کی صحیح دماغی نشوونما کا کفیل ہو اور ساتھ ہی امور معاشی میں اُن کی کامیابی کا ضامن۔

ان میں سے اوّل کے دو کام تو ایک دو برس کے نہیں بلکہ سالہا سال کے ہیں۔ جن کا سلسلہ اب شروع ہوکر اُس کے اختتام تک جاری رہیگا۔ بقیہ نمبر ۳ و ۴ کے ماتحت کتابیں تیار ہورہی ہیں اور خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے کہہ سکتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر ہم آپ کو کم سے کم چار کتابیں دے سکینگے۔ اس وقت جو کتابیں تیار ہیں اور جن کی کتابت شروع ہونے والی ہے، اور جو لکھی جارہی ہیں اور عنقریب پایۂ تکمیل کو پہنچ جائینگی اُن کے نام یہ ہیں :-

(۱) تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام۔ از مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

(۲) اسلام کا نظریۂ سلطنت۔ از مولانا حامد الانصاری غازی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) تفسیر قرآن مجید اور اسرائیلیات۔ از مولانا محمد ادریس میرٹھی

(۴) الرّق فی الاسلام۔ از سعید احمد اکبر آبادی۔

ان میں سے پہلی اور چوتھی کتاب تیار ہے اور بقیہ لکھی جا رہی ہیں۔

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی ناظم ندوۃ المصنفین اور مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی رفیق اعلیٰ ندوۃ المصنفین فقہ کی ترتیب و تدوین اور تفسیر کی اہم خدمت انجام دینگے لیکن یہ کام برسوں کا ہے اس لیے برابر جاری رہیگا اور اس اثنا میں یہ دونوں بزرگ مختلف عنوانات پر گرانقدر تصنیفات پیش کرنے کا کام ضمنی طور پر انجام دیتے رہینگے۔

کسی ادارہ کی کامیابی کے لیے دو چیزیں شرط اولین کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک ارکانِ ادارہ کی اس کام کے لیے اہلیت و صلاحیت اور دوسری چیز جو عملاً اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے وہ کارکنوں کا خلوص وللّٰہیت ہے۔ جہاں تک پہلی چیز کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو مخلصین اس ادارہ سے وابستہ ہیں وہ اگرچہ نوجوان ہیں لیکن ہندوستان کے بڑے بڑے تعلیمی یا صحافی اداروں سے وابستہ رہ کر علم و مذہب کی مفید خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اور اب اسلامی ضرورتوں کے احساس قوی نے سب چیزوں سے کنارہ کش کرکے اُن کو ایک اہم مرکز پر جمع کر دیا ہے۔ اُنھوں نے اب تک کوئی شاندار تصنیفی کارنامہ پیش نہ کیا ہو لیکن ان لوگوں کی اہلیت و صلاحیت سے مسلمانوں کا مذہبی طبقہ ایک بڑی حد تک واقف ہے۔ کارکنان ادارہ میں بحمداللہ علوم اسلامیہ دینیہ کے ماہر بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جو اسلامی علوم کی سندات کے ساتھ ساتھ تعلیم جدید کی اعلیٰ ڈگریاں بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ان میں انگریزی کے علاوہ جرمنی زبان کے ایک ماہر بھی شریک کار ہیں جو اسلامی علوم و فنون پر جرمنی سے اُردو میں ترجمہ کرنے کی خدمت انجام دینگے۔ یہ صاحب ہمارے دوست

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسٹر سید مغنی الدین شمسی ایم اے ہیں۔

رہی دوسری چیز یعنی خلوص وللہیت، تو اس کا تعلق قلب سے ہے اور سوائے خدائے بصیر وخبیر کے کوئی اُسے محسوس نہیں کرسکتا۔ اس لیے اس وقت نہ ہم آپ کو اس کا یقین دلاسکتے ہیں اور نہ آپ سے کہتے ہیں کہ یقین کرلیجیے، صرف درخواست اتنی ہے کہ اگر آپ ہم پر اعتماد واعتبار کا اظہار نہیں کرتے تو اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کے پیش نظر کم از کم یہ تو کیجیے کہ اور ابنائے زمانہ پر قیاس کرکے ہماری نیتوں اور ارادوں کو اپنے شوق طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنائیے۔ اگر ہمارے عزائم میں خلوص اور نیتوں میں للہیت ہے تو آپ لاکھ نہ چاہیں خواہی نہ خواہی آپ کو ہماری کوششوں کی داد دینی پڑیگی اور ان خدمات کا اعتراف کرنا ہوگا بس ضرورت اس کی ہے کہ آپ چند دنوں تک خاموش رہیں اور نتائج کا انتظار کریں۔ وَمَا تَوْفِيقُنَا اِلَّا بِاللهِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔

اس موقعہ پر بیساختہ ہم کو اپنے اُستاذ حضرتنا العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ قدس اللہ سرہٗ کی یاد آرہی ہے جو علوم وفنون کے بحر ذخار ہونے کے ساتھ اپنے پہلو میں بدرجہ غایت حساس وبیدار دل رکھتے تھے اور مغربی علوم کی حشر سامانیوں اور تہذیب وتمدن جدید کی بلاخیزیوں کا تذکرہ دردناک لہجہ میں کرکے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں اگر تم علم ومذہب کی خدمت ہندوستان میں رہ کر کرنی چاہتے ہو تو اُردو تحریر میں کمال پیدا کرو اور انشاء کے جدید طرز میں مہارت حاصل کرو۔ حضرت اقدس نے اپنی تصنیف وتالیف کے لیے ہمیشہ عربی زبان کو اختیار فرمایا لیکن زمانہ کے حالات کو بدلتا ہوا دیکھ کر اپنے خدام کو تاکید کرتے تھے کہ اُردو زبان میں کمال حاصل کریں، اور علماء پر بالعموم اُردو زبان میں کوتاہ قلم ہونے کا جو الزام عائد کیا جاتا ہے اُس کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالیں۔ ہم اس وقت ایک خارزار میں قدم رکھ رہے ہیں لیکن ہمیں قوی اُمید ہے کہ اولاً خدائے قدوس کے فضل وکرم اور ثانیاً حضرت اُستاذ کا فیضانِ روح ہمارے لیے خضر راہ ثابت ہوگا۔ ہمارے تمام ولولے، اُمنگیں، ارادے اور حوصلے اصل

© rasailojaraid.com